OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
https://aisbbu.com/index.php/ai

یہودی سلاسلِ تصوف کی تحریرات اور اعمال کا علمی و تحقیقی جائزہ

A scholastic analysis of the Mystical literature and practices of Jewish Mystic Orders

Gauhar Ali
Ph.D. Research Scholar, Department of Islamiat, University of Peshawar
goharphd344@gmail.com
Prof. Dr. Mushtaq Ahmad
Dean Faculty of Social Sciences, Qurtuba University, Peshawar
drahmad336@gmail.com

Abstract

The concept of "Mysticism" exists in almost all religions of the world, particularly in Islam and in Christianity and is based on their religious Scripts. Similarly, the concept of Mysticism in Judaism emerged from "Torah" and "The Book of Ezekiel". The most famous Mystical Orders in Judaism are known as "Kabbala" and "Hasidim". Rich mystical literature exists regarding these Orders of Jewish Mysticism. "Sefer-ha-Zohar", "Sefer Yetzira" and "Sefer Hasidim" are the most significant books among the Jewish Mystical literature. Diverse Mystical practices are undertaken in Jewish Mysticism. These Mystical practices are considered as compulsory for entering into these Mystical Orders. The Jewish Mystical Orders (Kabbala and Hasidim), their mystical literature and practices are explored and analyzed in this Article.

Key Words: Mysticism, Jewish Mystic, *Kabbala and Hasidim, Islam, Christianity.*

کتابِ حزقیل (یہودی تصوف کی اساس)

یہ بات واضح رہے کہ یہودیت میں تصوّف (Mysticism) کی اساس کتابِ حزقیل ہے جو کہ عبرانی زبان کا لفظ ہے اور اس کے لغوی معنی ”خدائی سواری“ کے ہیں۔یہودیت کے اندر سب سے پہلے آرتھوڈکس (Orthodox) یہودیوں نے تصوّف کا تصور پیش کیا اور اعمال میں باطنیت اور وجدانیّت (Mysticism and Ecstasy) کی بنیاد ڈالی۔ان کے مطابق تورات دو حصوں میں منقسم ہے۔پہلا حصہ یہود کی ظاہری دُنیا کی رہنمائی کرتی ہے۔یہ تورات کی ظاہری شکل ہے اور اسے ”Ecstatic Mitzovt“ کہتے ہیں جبکہ دوسرا حصہ اس کی باطنی شکل ہے جو ان کے اعمال کی باطنی طور پر تطہیر کرتی ہے اور اسے تورات کی باطنی سطح یا باطنی شکل (Esoteric level of

CC BY

(Torah کہا جاتا ہے۔[1]

یہودیت کا بنیادی تصور یہ ہے کہ تورات مقدّس شعاع (Tikkun Olam i.e. Spark of holiness) کا حامل ہے جو خدا اور بندے کے درمیان اتّحاد کا سبب بنتا ہے۔ان شعاعوں کو استغراق (Meditation) اور دھیان (Contemplation) کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا ہے۔کتابِ حزقیل نصوصِ تورات کی متصوّفانہ تعبیر (Pseudepigraphic Explanation of Torah) کا منبع ہے۔پہلے بھی ذکر ہو چکا کہ اس کا مطلب ''خدائی سواری'' ہے۔اس کا پس منظر (Background) یہ ہے کہ انسان کو جنّت سے نکال کر جب زمین پر اتارا گیا اور جتنا زمانہ گزرتا گیا تو وہ روحانیت سے دور چلا گیا۔یہودی تصوّف کا بنیادی مدّعا یہ ہے کہ اب اگر کوئی یہودی جنت یا روحانیت کی طرف واپسی چاہتا ہے تو اُسے خدائی سواری (Chariot) میں سوار ہو کر اور تورات کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر روحانیت کی طرف سفر شروع کرنا چاہیے۔یہودی تصوّف کا بنیادی نکتہ یہی ہے جس کے مطابق دُنیا کی نجات ممکن ہو جائے گی۔[۲]

یشوع بن سیراخ نے دوسری صدی قبل مسیح کے ابتدائی زمانے میں کتابِ حزقیل کو اپنی فہرست میں ایک غیر متنازعہ حیثیت میں درج کیا ہے۔تصوف کے حوالے سے پہلی صدی عیسوی میں کتابِ حزقیل کے باب اول اور اس جیسے معنی و مفہوم رکھنے والے دوسرے حصّوں سے متعلق گمراہ کن تاویلات کی جاتی تھیں۔اس لیے عوام النّاس سے اس کتاب کو مخفی رکھنے کا رجحان عام تھا۔سب سے پہلے حننیاہ بن حزقیاہ نے کتابِ حزقیل کے مشکل اور ناقابلِ فہم حصوں کی تشریح کر کے اسے عام لوگوں تک پہنچانے کی راہ ہموار کی۔اس کے اندازِ تخیل، الفاظ کی بندش، اور انداز فکر میں کوئی ایک ہی دماغ کام کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔بنی اسرائیل کے زمانہ اسیری کے دوران ان کے ایک پائمال بقیہ کے لئے کتابِ حزقیل کی تعلیمات خدا کا کلام اور پیغام ہے۔[۳]

یہودیت کے سلاسلِ تصوّف (کبالا اور ہسادیم)

ایک طرف مسلم معاشرے میں دسویں صدی عیسوی کے بعد تصوّف کا ارتقاء جاری تھا تو دوسری طرف یہودیوں کے ہاں بھی نئے متصوفانہ سلسلوں کی تشکیل ہو رہی تھیں اور اس کا ارتقائی عمل جاری تھا جو آنے والے ادوار میں یہودیت کے دو بڑے متصوفانہ سلسلوں کبالا اور ہسادیم کی صورت میں ظاہر ہوا۔ان میں سے ہر ایک سلسلے کے الگ الگ ربّی اور رہنما ہوتے جو اپنے اپنے سلسلے کی تبلیغ اور پرچار کرتے۔اپنے حلقوں اور سلسلوں میں داخل ہونے والوں کیلئے ان صوفی زعماء نے کئی سخت اور مشکل معیار مقرر کیے تھے مثلاً اخلاقی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ کئی جسمانی اوصاف اور خصوصیات کا حامل ہونا اور انسان کا خصوصی شکل و صورت اختیار کرنا۔اس سخت اور کڑے معیار کا نتیجہ تھا کہ تصوف کا یہ خفیہ علم و عرفان چند ہی

مخصوص لوگوں تک محدود رہتا تھا۔ اس عیلحٰدگی اور پوشیدگی کا راز ان کے ہاں عجیب اس لیے نہیں کہ جہاں کہیں تصوّف پیدا ہوتا ہے وہاں یہ خفاء اور عیلحٰدگی کا جذبہ بھی ابھرتا ہے۔ اپنے ذاتی نفسیاتی تجربات اور وجدانی اعمال ایک صوفی کا سارا سرمایہ ہوتے ہیں جو اکثر حالات میں مروجہ مذہبی تصورات اور اقدار کے مخالف نظر آتے ہیں اور عوام الناس میں اس کے پھیلنے کے سبب فوائد کی بجائے نقصانات کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔ یہودیت کے متصوفانہ ادب، تحریرات اور اعمال کے بارے میں بحث کرنے سے پہلے یہودیت کے مشہور سلاسلِ تصوف کا تعارف کیا جاتا ہے۔

کبالا (Kabbalah)

کبالا کے لفظی معنیٰ روایت (Tradition) کے ہیں، یعنی روایتی قانون۔ یہودی ادب میں متصوّفانہ قسم کی سوچ کا عام نام کبالا ہے۔ یہ وہ خصوصی اصطلاح ہے جو خدا اور کائنات سے متعلق باطنی اور متصوّفانہ عقیدہ کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ ابتدا میں یہ روایت سادہ تھی لیکن یونانی فلسفے کے زیرِ اثر اس نے ایک فرضی کردار اختیار کیا۔ [٤]

گلوریا گولڈریچ یہودیت کے متصوّفانہ ادب کو کبالا کا نام دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"The great writers recognized that all Jewish learning and wisdom was rooted in the Torah. They called their own writings Kabbalah, which means "received or traditional lore." They themselves were known as Kabbalists." [5]

"عظیم مصنّفین تسلیم کرتے ہیں کہ یہودیت کا تمام علم و حکمت تورات سے ماخوذ ہے۔ وہ اپنے تحریرات کو کبالا یعنی روایت کا نام دیتے ہیں اور اپنے آپ کو کبالسٹ یا راوی کہتے ہیں"۔

کبالا سے متعلّقہ لوگوں نے تصوف کے ایک سلسلے کی شکل اختیار کی جو سپین اور جنوبی فرانس کے یہودیوں کے نچلے طبقات کے علماء میں بہت مشہور ہو گیا۔ بارہویں صدی عیسویں کی ابتداء سے لے کر چودہویں صدی عیسویں کی ابتداء تک دو سو سالہ عرصہ کبالا سلسلۂ تصوف کا زرّیں عہد سمجھا جاتا ہے۔ اس سلسلۂ تصوف کے وسیع ادب نے اگلی چھ نسلوں تک یہودیوں کے تمدن کو متأثر کیا۔ کبالا کے معتقدین اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ یہی تصوف تورات کے واضح تعلیمات کے ساتھ مخفی روایات میں بھی موجود ہے۔ [٦]

عبرانی میں کبالا کو سوڈ (Sod) یعنی "راز" کہا جاتا ہے۔ اس کے معنیٰ ہی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ واضح اور صاف بات کرنے کی بجائے وہ کنایوں میں اپنی بات کہتے ہیں۔ علمِ تصوف کو صاف صاف بیان کرنے کی بجائے پوشیدہ اور مخفی طور پر بیان کرنے کی وجہ سے اس کا نام کبالا رکھا گیا، جیسا کہ جیر شوم شولم بھی رقم طراز ہے:

''جب ہم مخفی روایات کی نشو ونما کا جائزہ لیتے ہیں تو اس کی حد بندی ناقابلِ فہم بن جاتی ہے۔ کیونکہ اس کی تعلیمات وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کی بجائے مبہم طور پر زبانی تعلیم کے ذریعے سکھانے کا قانون تھا۔ اس کی ادب (Literature) میں بہت زیادہ اشارے کنائے پائے گئے جیسا کہ '' میں زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں پہلے ہی زبانی طور پر بیان کر چکا ہوں''۔ اور یہ کہ ''یہ صرف مخفی حکمت سے واقف لوگوں کے لئے ہے''۔ اسی ابہام نے بہت سی تعلیمات کو آج تک مخفی رکھا ہے۔ بعض حالات میں سرگوشیاں تعلیمات کا ذریعہ تھیں۔ اس لئے یہ بات حیران کن نہیں ہے کہ ایسے طور طریقے مختلف مکاتبِ فکر میں اختلافات کا باعث بنے''۔[7]

سلسلۂ کبالا نے علامات کا ایک پیچیدہ ترین نظام تشکیل دیا۔ انہوں نے خدائی صفات کے موثر اظہار کے لئے نظریۂ صدور (The idea of the Sefirot) پیش کیا جس کے مطابق ان صفات کے عقلی و جذباتی پہلوایسے ہیں جیسا کہ کائنات میں بکھرے ہوئے رنگ اور مختلف حصّے۔ سفرِ الظہر (کبالا تصوف کا ایک بنیادی مآخذ ہے جس کا تذکرہ اس مقالہ میں آگے مفصل طور پر آیا ہے) کے مطابق، تورات محض قوانین اور داستانوں پر مشتمل کتاب نہیں ہے بلکہ متصوّفانہ اسرار و رموز کا ایک مشکل مجموعہ اور ذاتِ خداوندی کی خود نوشت بھی ہے۔ نظریۂ صدور نے ایک فلسفیانہ مسٔلے کو بہتر انداز میں حل کیا۔ میمون کے مطابق ''انسانی ذہن محدود ہونے کے باعث بائبل نے تجسیمی زبان انسان کو سمجھانے کے لئے استعمال کی مثلاً 'خدا کا ہاتھ' خدا کی طاقت کا تمثیلی انداز ہے جو قابلِ فہم ہے''۔[۸]

تیرہویں صدی عیسویں سے پندرہویں صدی عیسویں کے آخر تک کبالا یہودی گوشہ نشین سالکین تک محدود رہا، لیکن سولہویں صدی کے بعد یہودی دانشوروں میں کبالا کا مطالعہ زیادہ مقبول رہا اور پھر سترہویں صدی سے اٹھارہویں صدی عیسویں تک یہودیت کا یہ نظریہ تیزی سے غالب رہا۔ اس کا ایک سبب یہ تھا کہ ۱۴۹۲ء میں سپین میں یہودیت پر زوال آیا تو کبالا کے متعلقین نے اخلاقیات پر کتابیں لکھنا شروع کیں، جو کبالسٹک علامات پر مبنی تھیں اور جن کی رسائی یہودی عوام تک بآسانی ہو سکتی تھی۔ یوں زوال کے ایّام میں یہودیت کو کبالا نے سہارا دیا۔[۹] صفد شہر جو شمالی اسرائیل میں واقع ہے، سلسلۂ کبالا کا تعلیمی مرکز بن گیا۔ یہودیت کا سلسلۂ کبالا اس عقیدہ پر زور دیتی ہے کہ ہر فرد نیک انسان بن کر مثبت طور پر دُنیا پر اثر انداز ہو۔[۱۰]

ہسادیم یا ہاسدم (Hasidism)

یہودی تصوف کا سلسلۂ ہسادیم، سلسلۂ کبالا سے بالکل مختلف ہے۔ اس کا مطلب سلسلۂ تقویٰ بھی ہے کیونکہ

ہاسدیمیہ کے لفظ فاعل، ہاسد کا مطلب متقی یا پرہیز گار ہے۔اس سلسلے میں وجدان، سُرور اور خوشی کے مضامین پائے جاتے ہیں۔ سلسلہ کبالا کی قنوطیت اس میں مفقود ہے۔ایک یہودی صوفی اسرائیل بال شمتو (م۔۱۷۶۰ء) نے اس سلسلہ کی بنیاد رکھی تاکہ کبالا کی مایوسی اور قنوطیت کا خاتمہ کیا جا سکے۔اس کا خیال تھا کہ تورات کی اعلیٰ ترین روشنی صرف طبقۂ خواص کا حق نہیں بلکہ باصلاحیت عوام بھی اس کے حقدار ہیں۔بال شمتو کے مطابق خدا کا نور ہر جگہ موجود ہے اور خدائی نور کے ہوتے ہوئے مسیحِ موعود کے انتظار کی بجائے ہر کوئی خود مسیحا بنے اور خدا تعالیٰ سے امید رکھے۔[۱۱] بیم و رجاء جیسے تصورات میں سلسلۂ ہاسدیمیہ اسلام کے مرجعہ فرقہ سے ہم آہنگ ہے۔[۱۲]

بال شمتو نے اپنے پیروکاروں کو یقین دلایا کہ جاہل اور غریب بندہ بھی دل کی صفائی اور شوق سے اپنے رب کو راضی کر سکتا ہے۔اُس نے خوشی کے ساتھ خدا کی عبادت پر زور دیا اور ناچ گانے کو بھی عبادت کا طریقہ تصوّر کیا۔اپنے عقائد کو داستانوں اور تمثیلات کی شکل میں پڑھایا اور اس کے شاگردوں نے سیکھ کر دوسری نسل تک منتقل کیا جو اب یہودی تصوف کی اہم علمی و ادبی ورثہ کی شکل اختیار کر چکی ہے۔[13]

ہاسدیمیہ کے مطابق خدا ہر جگہ موجود ہے لیکن اس کو وہ لوگ دیکھ اور محسوس کر سکتے ہیں جو روز مرّہ زندگی کے اعمال اور معاملات میں خدا کو یاد رکھتے ہیں۔خدا کی یاد سے ان کے تمام معاملات مقدس بن جاتے اور اس طرح وہ خدا سے جُڑ جاتے ہیں۔خدا کے ساتھ جُڑنے یا خدائی اتحاد کو بال شمتو نے ''دیوکٹ'' کا نام دیا جس کا مفہوم سلسلۂ ہاسدیمیہ میں بالکل وہی ہے جو اسلام میں علّیین اور ہندو تصوّف میں سمادھی کے الفاظ ادا کرتے ہیں۔ دیوکٹ (Devekut) لفظ کا مآخذ کتابِ پیدائش کی یہ آیت ہے:

"Hence a man leaves his father and mother **v'davak b'ishto**,
and cleaves to his wife, so they become one flesh."

''اِس واسطے مردِ اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی بیوی سے مِلا رہے گا اور وہ ایک تن ہوں گے''۔[۱۴]

شمتو کے مطابق دیوکٹ کے مقام تک پہنچنے کیلئے ہمیں اپنی انانیت قربان کرنی پڑے گی۔خدا چھپی ہوئی ذات نہیں ہے لیکن انسان دنیا کو دیوار بنا کر خدا کو چھپا دیتے ہیں۔رِبّی نحمان کے مطابق جس طرح آنکھ کے سامنے انگلی رکھنے سے بڑے بڑے پہاڑ او جھل ہو جاتے ہیں، اسی طرح دنیاوی رعنائیاں ہم سے بڑے باطنی رازوں کو چھپا دیتی ہیں اور جو انسان ان دنیاوی

پردوں کو ہٹاتا ہے تو اسے باطنی دنیاؤں کا عظیم نور نظر آجاتا ہے۔ [۱۵]

بال شمتو کے بعد دوبیر (Dov Ber) سلسلۂ ہاسدیمیہ کی دوسری بڑی شخصیت ہے۔ اس کے مطابق تصوّف کے عمل میں ایک نورانی استاد کی ضرورت ہوتی ہے جس کو خدا کے ساتھ زیادہ قربت حاصل ہوتی ہے۔ دوبیر اس نورانی استاد کو تزدّک (Tzaddik) کہتا ہے۔ کچھ لوگ دوبیر کے نظریۂ تزدّک سے اتفاق نہیں کرتے لیکن پھر بھی اس کے نظریہ کو یہودیت میں کافی شہرت ملی اور تزّدک (پیر و مرشد) کا نظریہ یہودیت میں موروثیت کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ [۱۶]

متصوّفانہ افکار میں سلسلۂ ہاسدیمیہ بہت متداول اور ہر دلعزیز بن چکا ہے۔ وہ لفظ ''خدائی محبت'' کا استدلال کتابِ استثنا کی اس عبارت سے کرتے ہیں:

''تُو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت رکھ''۔ [۱۷]

ربّی الیزر کے مطابق جب کوئی بندہ اپنی زندگی کو اپنی دولت سے زیادہ عزیز رکھتا ہے تو یہ اس کی زندگی کا روحانی باب ہے اور جب دولت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے تو یہ اس کی بدنی قوت ہے۔ [۱۸]

مشرقی یورپ کا ایک اور یہودی ربّی شبتائی ہروٹز (Shabtai Hurwitz) بیان کرتا ہے کہ جب موت کے وقت شیطان انسان کے قریب آکر اُس کو بہکاتا ہے اور وہ شیطان کے بہکاوے میں آکر خدا کا انکار کرتا ہے تو خدا اتنا مہربان ہے کہ اس انکار کو معاف کر دیتا ہے کیونکہ اس وقت انسان اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہوتا۔ اس لئے انسان کو حالتِ صحت میں خدا کو ایک ماننے پر زور دینا چاہیئے اور یہ اقرار کرنا چاہیئے کہ اسرائیل کا خدا ایک ہے اور تمام تعریفیں اسی کی ہیں۔ [۱۹]

سلسلۂ ہاسدیمیہ کے مطابق اگر زندگی کے چند لمحات بھی خدا کی تسبیح بغیر گزر جائیں تو یہ خدا کی توہین ہے کہ کیوں چند لمحات میں اسے بھلایا گیا۔ موسٰی لوزاٹو (م۔۱۷۴۷ء) اٹلی کا مشہور صوفی شاعر اپنی نظم ''Mesillat Yesharim'' یعنی 'صراطِ عروج' میں کہتا ہے کہ خدا کے نام کی اہانت کی کئی صورتیں ہیں لیکن ہر کسی کو خدا کی عظمت سے ہر وقت آگاہ رہنا چاہیئے۔ ہر کوئی ذہنی طور پر مستعد ہو کہ کہیں خدا کی توہین سرزد نہ ہو۔ مشنا (۴:۴) میں تحریر ہے کہ جو کوئی خفیہ طور پر خدا کے نام کی توہین کرے تو اس کو سزا کھلم کھلا دی جائے گی اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ یہ توہین ارادی طور پر سرزد ہو چکی ہے یا غیر ارادی طور پر۔ [۲۰]

پھر لکھتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السّلام کے نزدیک خدا کی خدمت میں خوشی سے حاضر ہونا خدائی خدمت ہے اور

خدائی **سکینہ** ایسے ہی لوگوں پر نازل کی جاتی ہے جو کتابِ مقدس پر خوشی کے ساتھ عمل کرتے ہیں۔[۲۱]

خدائی سکینہ کے نازل ہونے سے متعلق موسیٰ لوزاٹو کے نظریات اور خیالات کی بنیاد بائبل کی یہ آیات ہیں جن میں مذکور ہے کہ:

''خوشی سے خداوند کی عبادت کرو۔ گاتے ہوئے اس کے حضور حاضر ہو''۔[22] اسی طرح:

''لیکن صادق خوشی منائیں۔ وہ خدا کے حضور شادمان ہو بلکہ وہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں''۔[23]

موسیٰ لوزاٹو مزید لکھتا ہے کہ خدائی محبت کے تین بنیادی اجزاء ہیں؛ ۱۔ وجد، ۲۔ اخلاص اور ۳۔ شوق۔ خدا کی محبت اس کی قربت کی چاہت ہے۔ اس کی تقدیس و تحمید ہے۔ خدا کی محبت کے کوئی بیرونی مقاصد اور محرکات نہیں ہونی چاہئے بلکہ جس طرح ایک بچّہ اپنے باپ سے محبت کرتا ہے اس طرح وہ خدا سے بے لوث محبت کریں اور اس محبت میں کوئی لالچ نہ ہو۔[۲٤]

ہاسدیمیہ سلسلہ اٹھارہویں صدی عیسوی میں مشرقی یورپ میں پھیلا۔ اس نے یہودیوں کی روحانی اور معاشرتی زندگی کو بہت زیادہ متاثر کیا کیونکہ اس وقت یوکرائن، مشرقی اور جنوبی یورپ کے یہودی انتہائی غربت اور کسمپرسی کی زندگی گزار رہے تھے اور یہودی رسم و رواج کے بندھنوں میں جھکڑے ہوئے تھے۔ تصوف کی یہ تحریک ان کی زندگیوں میں تبدیلی کا محرک ثابت ہوا اور انیسویں صدی کے ابتدا میں یہ ان کی مقبول اور مشہور تحریک بن گئی۔[۲٥]

یہودیت کے متصوفانہ ادب کی چند اہم تحریرات/کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

سفر یاستیرہ

یہ یہودی تصوّف کا اہم ترین اور قدیم ترین رسالہ ہے۔ گیانک دور (589-1038AD) میں اس کو شہرت ملی۔ یہ چھ مختصر ابواب پر مشتمل ہے جو دس (۱۰) کائناتی اعداد اور عبرانی کے بائیس (۲۲) حروفِ تہجی کے ذریعے دنیا کی تخلیق پر روشنی ڈالتی ہے۔ یہ دراصل دس (۱۰) اصول ہیں جو خدا اور کائنات کے درمیان باہمی تعلق کو پیدا کرتی ہے۔[۲٦]

سفر یاستیرہ کے زمانۂ تصنیف کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ شولم (Scholem) کے مطابق یہ دوسری سے تیسری صدی عیسوی کے درمیان اور این الونی (N.Aloni) کے مطابق آٹھویں یا نویں صدی عیسوی میں تحریر کی گئی

ہے لیکن مختصر یہ کہ اس کے تراکیب میں پراسراریت، جبلّی خصوصیات اور کائنات کی تخلیق کا ذکر ہے۔اس کتاب کے دو نسخے پائے جاتے ہیں۔ایک نسخہ چھوٹا ہے اور ایک بڑا، لیکن دونوں کے مواد اور نظریات میں یکسانیت ہے۔یورپ کے مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔اس کی مختلف تفاسیر بھی لکھی گئی ہیں مثلاًاسرائیل بن عزرا کی تفسیر، جرمن پادریوں کے تفاسیر، موسیٰ کارڈورو کی تفسیر اور ویلنا گون 27 کی تفسیر۔[۲۸]

سفر ہاسدم

یہ کتاب دیگر پیشرو عبرانی کتب سے مختلف ہے۔اس کا مصنف یہودا ابن سموئیل (م۔۱۲۱۷ء) ہے۔سفر ہاسدم کے اندازِ تحریر اور موضوعات میں جدّت ہے۔اس میں جرمن یہودیوں کی مذہبی زندگی، تمدّن، معاشرت اور عقائد کا بیان ہے۔وعظ و نصیحت کے ذریعے اخلاقیات کے بنیادی نظریات کی تشریح کی گئی ہے۔کتابِ متقین (Book of Pietists) یعنی سفر ہاسدم ایسے جامع اقتباسات پر مشتمل ہے جو ایک دوسرے سے آزاد ہیں، مثلاً یہ کہ کوئی اپنے لئے رہائش گاہ کا انتظام کس طرح عمل میں لائے؟، کاروباری معاملات کو کیسے انجام دیا جائے؟ والدین، اساتذہ، ہمسایوں، غیر یہودیوں اور ربّیوں کے ساتھ کس طرح تعلقات رکھے جائیں؟[۲۹]

عبرانی زبان میں لکھی گئی یہ کتاب تیرہویں صدی کے اوائل میں منظرِ عام پر آئی اور جلد ہی مشہور ہو گئی۔اس میں تین ہاسدی رہنماؤں سموئیل ہاسد، یہودا ہاسد (سموئیل ہاسد کا بیٹا) اور الیزر روکیچ کی مشترکہ متصوّفانہ تعلیمات پیش کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ قرونِ وسطیٰ کے جرمن یہود کی روزمرّہ مذہبی زندگی، عقائد، رسم ورواج اور رسومات کا بیان ہے۔یہودیوں کے مخصوص مذہبی اعمال اور اشکناز میں عبرانی طرزِ زندگی کو اس کتاب نے بہت متأثر کیا اور وسطی یورپ میں یہودی اخلاقیات سے متعلق ایک نئے اندازِ گفتگو کی تشکیل کی۔ سفر ہاسدم کے کئی مسوّدات موجود ہیں۔ چیورا میکزی نردامیم نے پارما مسودہ (Parma Manuscript) کی بنیاد پر ۱۸۹۱ء میں اس کا ایک ایڈیشن شائع کیا۔اس کی دوبارہ اشاعت ۱۹۵۵ء میں ہوئی۔اوتزار ہاپو کیم انسٹیٹیوٹ نے اس کا ترجمہ کئی شروح کے ساتھ حال ہی میں کیا ہے۔[۳۰]

سفر الظہر / ظہر

ظہر کے لفظی معنٰی ''چمکنا'' یا ''چمک دمک'' (Brightness or Shining) کے ہیں جو کتابِ دانیال کی اس آیت سے ماخوذ ہے:

''اور اہلِ دانش نورِ فلک کی مانند چمکیں گے۔۔۔ستاروں کی مانند ابدُلآباد تک روشن ہوں گے۔''[۳۱]

سفر الظہر قرونِ وسطیٰ کے یہودی تصوّف کا درسی کتاب ہے۔اس کو مختصراً ظہر بھی کہا جاتا ہے۔یہ کتاب عبرانی اور آرامی زبان میں تحریر ہے۔اس کو تورات کی تفسیر بھی مانا جاتا ہے لیکن حقیقت میں یہ کبالا تصوّف کا ایک آزادانہ انتخاب

ہے کیونکہ تورات اور ظہر کے مواد، طرزِ بیان اور روح کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئی قابلِ فہم مماثلت نہیں پائی جاتی ہے۔اس کا موازنہ تالمود کے ساتھ ایک لحاظ سے کیا جا سکتا ہے۔دونوں یعنی تالمود اور ظہر مواد کے اعتبار سے بے ربط ہیں اور دونوں میں حقائق اور نظریات کا عجیب اختلاط، تاریخ، فرضی قصے اور ہر زمانے کیلئے قیمتی اور سنجیدہ تبصرے موجود ہیں۔ [۳۲] ظہر کبالا تصوف کی سب سے اہم کتاب ہے جس کا دعویٰ ہے کہ یہ ربّی شمعون بن یوحا پر الہام شدہ کتابچہ ہے اور اس نے اپنے شاگردوں کو زبانی اقوال کے ایک تسلسل کے ذریعے سکھایا ہے۔ کبالا سے تعلق رکھنے والے بیسویں صدی کے یہودی سالکین کی اکثریت بھی اس بات پر متفق ہیں کہ ظہر کا زبانی مصنف ربّی شمعون بن یوحا تھا۔یہ کتاب سب سے پہلے تیرہویں صدی عیسویں میں سپین میں منظرِ عام پر آیا۔ [۳۳] اس کا تحریری مصنف موسیٰ ڈی لیون کو مانا جاتا ہے۔اس کتاب نے یہودیوں میں بے پناہ شہرت حاصل کی، لیکن بعض یہودیوں نے اس پر اعتراضات بھی کیے کہ یہ تالمودی نظریات کی مخالفت میں لکھی گئی ہے۔اعتراض کرنے والے مخالفین کا گروہ یمن، اٹلی اور سپین کے ان یہودیوں پر مشتمل تھا جو کبالا تصوف سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے۔ [۳٤] بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ظہر فارسی تصوف سے متاثر ہے اور اس میں فارسی تصوف کی تشریحات شامل کی گئی ہیں۔ [۳۵] ظہر سے متعلق مذکورہ کئی ایک نظریات ہونے کے باوجود یہودی سالکین نے اس کے متن کو درست تسلیم کیا ہے اور اس کے مطالعہ کو روحانی طاقت کے حصول میں معاون سمجھتے ہیں۔اُن کے مطابق یہ گناہوں کو زائل کرتی، نجات دیتی اور خدا کی بخشش عطا کرتی ہے۔اس کے سمجھ اور فہم کے ادراک کی کوشش کرنا ضروری ہے۔اس لئے اس کے ترجمے انگریزی اور عبرانی زبانوں میں کئے گئے ہیں۔ [۳٦]

شیر کوما (Shi ur Koma)

یہ کبالا تصوف کا ایک اور غیر معمولی اور اہم کتاب ہے۔یہ مختلف پاروں پر مشتمل ہے۔ان پاروں کا ایک بڑا حصّہ کبالا تصوف کی ایک دوسری کتاب یعنی سفر رازیل میں بھی موجود ہے۔موجودہ شکل میں اس کی تدوین آٹھویں صدی عیسویں میں ہوئی، جو آج بھی موجود ہے۔اس کتاب کا مواد ابتدائی دور کے گنوسٹک نظریات سے مماثلت رکھتی ہے۔ [۳۷]

متصوّفانہ اعمال

یہودی تصوف میں مختلف قسم کے متصوفانہ اعمال ادا کیے جاتے ہیں جن کا تذکرہ مندرجہ ذیل ہے۔

روش ہشنا (Rosh Hashanah)

دنیا کی پیدائش کی یاد میں یہودی تصوف میں روحانی احیاء یا نئے سال کا دن (New Year's Day) منایا

جاتا ہے۔اس کو یہودیت میں روش ہشنا بھی کہا جاتا ہے۔ساتویں مہینے کے پہلے دو دن اس کے لئے مختص ہوتے ہیں۔روش ہشنا کے ایّام شروع ہونے سے ایک مہینہ قبل ہر صبح ایک شخص یہودی عبادت گاہ (Synagogue) میں زوردار آواز کے ساتھ ایک صور پھونکتا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے آگے کھڑے ہیں۔روش ہشنا کے موقع پر لوگوں کو اپنے گذرے ہوئے سال کی کوتاہیوں پر نظر کرنے اور روحانی اصلاح کی ترغیب دی جاتی ہے۔یہ بھی یاد دلایا جاتا ہے کہ اس عرصے کے دوران گناہ آسانی کے ساتھ معاف ہوتے ہیں۔لہٰذا انہیں خدا سے مغفرت طلب کرنی چاہئے۔[۳۸]

یومِ کپور یعنی روش ہشنا کے آخری دن رات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔یہودیوں کے مطابق مقدسِ مقدسّاں (Holy of Holies) اسی رات کو یروشلم میں داخل ہوا تھا اور اپنا اصلی نام بھی بتا دیا تھا۔اس رات کو اگر انسان ذکر واذکار میں مشغول رہے اور گناہوں کی معافی مانگی جائے تو گذشتہ سال کے گناہوں کی تطہیر ہو جاتی ہے۔[۳۹]

پُر خلوص عبادت

پُر خلوص عبادت یہودیت کے متصوّفانہ اعمال میں مرکزی اور کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔وہ عبادت قبولیت کے قابل نہیں سمجھی جاتی، جس میں خلوص اور قلبی توجّہ نہ ہو۔یہودی تصوف میں پُر خلوص عبادت کی اساس کتابِ استثنا کے مندرجہ ذیل فقرات پر استوار کی گئی ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے:

> ''سُن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔تُو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت رکھ۔اور یہ باتیں جن کا حکم آج میں تجھے دیتا ہوں تیرے دل پر نقش رہیں۔اور تو ان کو اپنی اولاد کے ذہن نشین کرنا اور گھر بیٹھے اور راہ چلتے اور لیٹتے اور اٹھتے وقت ان کا ذکر کیا کرنا۔اور تُو نشان کے طور پر ان کو اپنے ہاتھ پر باندھنا اور وہ تیری پیشانی پر ٹیکوں کی مانند ہو۔اور تو اُن کو اپنے گھر کی چوکھٹوں اور اپنے پھاٹکوں پر لکھنا۔''[۴۰]
>
> یہودی اصطلاح میں اسے شمع اسرائیل کہا جاتا ہے۔

دُعا

دُعا بھی یہودیت کے متصوّفانہ اعمال میں بہت اہم حیثیت رکھتی ہے۔اس عمل کو قربانی سے زیادہ اہمیت دی گئی

ہے۔ ربّی الیزر کے مطابق یروشلم کی پہلی تباہی کے بعد مقامِ دُعا کو بند کیا گیا تھا جیسا کہ کتابِ نوحہ باب نمبر ۳ کے اس فقرہ میں آیا ہے کہ:

"جب میں پکارتا اور دہائی دیتا ہوں تو وہ میری فریاد نہیں سنتا۔"[٤١]

زبور دُعا کی قبولیت کی اُمید فراہم کرتی ہے جس میں مذکور ہے:

"خداوند نے میری منّت سُن لی۔ خداوند میری دُعا قبول کرے گا۔"[٤٢]

زبور ہی میں ایک دوسری جگہ کہا گیا ہے کہ:

"اے خدا! میں نے تجھ سے دُعا کی ہے کیونکہ تو مجھے جواب دے گا۔ میری طرف کان جُھکا اور میری عرض سُن لے۔"[٤٣]

ایک اور مقام پر حضرت داود علیہ السّلام اپنے فتح کے گیت میں اس طرح خدا کے حضور فریاد کرتا ہے:

"اپنی مصیبت میں میں نے خداوند کو پُکارا اور اپنے خدا سے فریاد کی۔ اُس نے اپنی ہیکل میں سے میری آواز سُنی اور میری فریاد جو اُس کے حضور تھی اُس کے کان میں پہنچی۔"[٤٤]

یہودیت میں ہر دُعا ایک خاص معنیٰ رکھتی ہے۔ ایک کلہاڑا جس طرح ایک گیٹ کو کھولتا ہے اور ایک چابی دروازے کو کھولتی ہے، اسی طرح دُعا بھی خدائی توجّہ حاصل کر لیتی ہے۔

صبح وشام کے تحمیدات (Morning and Evening Tefilah)

یہودیت کے متصوفانہ اعمال میں صبح وشام کے تحمیدات بھی شامل ہیں۔ تحمیدِ صبح دوپہر تک پڑھی جاسکتی ہے۔ ربّی یہودا کے مطابق تحمیدِ صبح، صبح سے دوپہر تک اور دوپہر سے غروبِ آفتاب تک پڑھی جاسکتی ہے جبکہ تحمیدِ شام کے لئے کوئی وقت مقرّر نہیں ہے۔[٤٥] تحمیداتِ صبح کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کیا تھا۔[٤٦] جبکہ تحمیداتِ شام یا شام کے مراقبے کی ابتداء حضرت یعقوب علیہ السّلام نے کی تھی۔[٤٧]

حضرت دانیال علیہ السّلام دن میں تین مرتبہ دُعا کا اہتمام کرتے اور خدا کا شکر بجا لاتے تھے۔[48] اسی طرح حضرت داؤد علیہ السّلام سے بھی صبح، دوپہر اور شام کے اوقات میں خدا کے حضور فریاد کرنا اور دعا کرنا منسُوب ہے۔[49]

ہمہ وقت توجّہ

ہمہ وقت توجّہ کو بھی یہودیت کے متصوفانہ اعمال میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ یہ توجّہ قلبی ہوتی ہے اور اس کا محور و مرکز مقدّسِ مقدّساں (Holy of Holies) ہوتا ہے۔ چنانچہ مِشنا کے باب نمبر چہارم میں آیا ہے کہ اگر کوئی گھوڑے پر سوار ہو تو اس وقت بھی اُسے تحمید کہنی چاہیئے اور اپنا رُخ یروشلم کی طرف کرنا چاہیئے اور اگر رُخ یروشلم کی طرف نہیں کر سکتا تو اپنا دِل خدا کی طرف پھیر دے۔[50] ہمہ وقت توجّہ کے حصول کے لئے یہودیت میں حالات اور واقعات کی مناسبت سے مختلف دعائیں مذکور ہیں۔ جیسا کہ مقاماتِ مقدّسہ کے زیارت کی دعا، زلزلہ اور باد و باراں کی دعا، قیمتی اشیاء خریدنے کی دعا، گھر کی تعمیر کی دعا، نرینہ بچّوں کی دعا، سفر سے واپسی کی دعا[51]، کھانے کی دعا[52]، کسی کام کے آغاز اور انجام کی دعا[53] وغیرہ۔

مذکورہ بالا متصوفانہ اعمال و عبادات بجالانے سے پہلے اس بات کا اہتمام بھی ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اس کے لئے دل و دماغ کو پیشگی تیار کیا جائے۔ یہودی صوفی ربّی حیا بار آشی کے مطابق کسی بھی فرد کو اس وقت تک عبادت میں مشغول نہیں ہونا چاہیئے جب تک اس کا دماغ پُر سکون نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت سے پہلے عبادت کا اہتمام انسانی فکر اور قلب کو مطمئن بناتی ہے، جس طرح مراقبہ اور دھیان میں ہوتا ہے۔ اس ضمن میں آشیر کہتا ہے:

[54]"A person whose mind is not at ease must not pray."

(ایسا شخص جس کا ذہن پُر سکون نہ ہو تو اس کو نماز نہیں پڑھنی چاہیئے)۔

خلاصہ

جس طرح دوسرے مذاہبِ عالم میں بالعموم اور سامی مذاہب میں بالخصوص تصوف کا تصور موجود ہے اسی طرح

یہودیت میں بھی سامی مذہب ہونے کے ناطے تصوف کا تصور موجود رہا ہے۔یہودیت میں تصوف سے متعلق مختلف سلاسل پائے جاتے ہیں جن میں کبالا اور ہسادیم کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔اسحٰق لوریا(م۔۱۵۷۲ء) کو موجودہ دور کے کبالا اور اسرائیل بال شمتو(م۔۱۷۶۰ء) کو ہسادیم کا بانی مانا جاتا ہے۔ان سلاسلِ تصوف کے بارے میں اپنا اپنا مخصوص ادبی ذخیرہ بھی موجود ہے۔یہودی تصوف کی بنیاد نصوصِ تورات اور خصوصاً کتابِ حزقیل پر استوار کی گئی ہے تاہم اس کے متصوفانہ ادب میں سفر الظہر، سفر یاستیرہ اور سفر ہاسدم کو نمایاں اور بنیادی مصادر کی حیثیت دی جاتی ہے۔یہودیت کے متصوفانہ سلاسل میں داخل ہونے کے لئے مختلف قسم کے متصوفانہ اعمال اور عبادات کی انجام دہی بھی ضروری ہوتی ہے۔اس قسم کے متصوفانہ اعمال میں روش ہشنا، دعا، پُر خلوص عبادت، صبح و شام کے تحمیدات اور ہمہ وقت توجہ کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔

نتائج وسفارشات

۱۔ دُنیا کے تمام مذاہب میں تصوف کا تصور کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے۔

۲۔ یہودیت کے سلاسلِ تصوف یعنی کبالا اور ہسادیم نے یہودیوں کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

۳۔ تصوف کی دنیا کے سالکین اکثر حالات میں پُرامن رہتے اور امن کی دعوت دیتے ہیں۔اس لئے تصوف کے عنصر کو ترقی دے کر اقوامِ عالم کے درمیان تنازعات کو کم سے کم اور امن کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0

International License.

حوالہ جات(References)

۱۔ Mary Pat Fisher, **Living Religions**, 6th ed. (London: Laurence King Publishing Ltd, 2005), p.251.

۲۔ Ibid..., pp.252-253.

۳۔ ایف۔ایس خیر اللہ، **قاموس الکتاب**،(لاہور: مکتبہ جدید پریس، ۲۰۱۱)، ص ۳۲۴۔

4۔ Edwyn. R. Bevan & Charles Singer, **The Legacy of Israel**, (London: Oxford University Press, 1965), p.24-25.

5۔ Gloria Goldreich, **Jewish Literature**,(New York: Holt, Rinehart and Winston, ND), p.76

6۔ **Encyclopedia of Religion**, vol.7, p.4980.

7۔ Jershom Scholem, **Major Trends in Jewish Mysticism**, (New York: Schocken Books Inc., 1995), Fourth Lecture, p.1

8۔ **Enc. of Religion**, vol. 7. p.4981.

9۔ **Enc. of Religion**, vol. 7. p.4914.

10۔ Gloria Goldreich, **Jewish Literature**, p.76

11۔ S.A Horodezkey, **Leaders of Hasidim**, (London: Ha-Sefer Agency, 1928), p.11ff..

12۔ ابو الاعلیٰ مودودی، **خلافت وملوکیت**،(لاہور: ادارہ ترجمان القرآن اُردو بازار، سطن)، ص ۲۱۶۔۲۱۷

13۔ Gloria Goldreich, **Jewish Literature**, p.83.

14۔ کتابِ پیدائش، ۲: ۲۴۔

15۔ Fisher, **Living Religions**, p.253.

16۔ مذکور۔

17۔ کتابِ استثنا، ۶: ۵

18۔ Arther Hertzberg, **Judaism**, (New York: George Brazillar, Inc. 1961), p. 67

19۔ From the testament of Shabtai Hurwitz. See Hebrew text in Israel Abrahams, Hebrew Ethical Wills, (Philadelphia: Jewish Publication Society, 1948), pp.255-56.

20۔ Moses Luzatto, **Mesillat Yesharim**, Chap. 11.

21۔ Ibid, Chap. 19.

22۔ زبور،۱۰۰:۲-۳

23۔ زبور،۶۸:۳

24۔ Moses Luzatto, **Mesillat Yesharim**, Chap. 19.

25۔ Rachel Elior. **The Paradocical Ascent to God**: The Kabbalistic Theosopy of Habad Hasdisim (translated from Hebrew by Jeffrey M. Green). State University of New York Press, Albany,1993, p.1

26۔ Edwyn. R. Bevan & Charles Singer, **The Legacy of Israel**, p.326.

27۔ "گون" کی جمع "گیانیم" ہے۔ یہ یہودی ادب میں عزت کا ایک خطاب ہے جو دو عظیم بابلی جامعات کے سربراہوں کے لئے استعمال ہوتا تھا، جو سورا "Sura" اور پمبیدیتا "Pumbeditha" کے مقامات پر بنائے گئے تھے۔
(Edwyn. R. Bevan & Charles Singer, **The Legacy of Israel**, p.325.)

28۔ Lindsay Jones, (editor in Chief), **Encyclopedia of Religion**, 2nd ed, Macmillan Reference USA, ND , Vol.12, P.8221-8222.

29۔ Ibid., vol.7. p.4913.

30۔ https://en.wikipedia.org/wiki/Sefer_Hasidim accessed on 04-02-2016.

31۔ دانی ایل،۱۲:۳۔

32۔ J. Abelson, **Jewish Mysticism**, (London: G. Bell and Sons Ltd., 1913), p.117.

33۔ J. Abelson, **Jewish Mysticism**, ibid, p.118.

34۔ https://en.wikipedia.org/wiki/Kabbalah:_Primary_texts#Zohar accessed on 24-02-2016.

35۔ J. Abelson, **Jewish Mysticism**, p.119.

36۔ http://m.chabad.org/Library/article- cdo/aid/361877/Jewish/The-Zohar accessed on 11-01-2017.

37۔ Edwyn. R. Bevan & Charles Singer, **The Legacy of Israel**, p.325.

38۔ Fisher, **Living Religions**, pp.270-271.

39۔ Ibid, p.271.

40۔ اِستثنا،۶:۴۔۹

41۔ کتابِ نوحہ،۳:۸۔

42۔ زبور،۶:۹۔

43۔ زبور،۱۷:۶۔

44۔ زبور،۱۸:۶۔

45۔ Mishnah Berakhot, 4: 1.

46۔ کتابِ پیدائش،۱۹:۲۷۔

47۔ کتابِ پیدائش،۲۸:۱۱۔

48۔ کتابِ دانیال،۶:۱۰۔

49۔ زبور،۵۵:۱۶۔۱۷

50۔ مشنا،۴:۵۔

51۔ مشنا،۹:۱۔۳

52۔ کتابِ استثنا،۸:۱۰۔

53۔ Talmud Berakhoth 11a, in Ha-Suddur Ha-Shalem, translated by Philip Birnbaum, New York: Hebrew Publishing Company, 1977, p.14 as quoted in Living Religions, p.268.

54۔ Arthur Herzberg, Judaism, New York: 1961, p.230.